

آئے ہوئے جس کو ابھی صرف چند عینے ہی ہوئے تھے۔ اُسی کے بارے میں یہ سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ اسلام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کے اثرات سے اس کا اور اس کے خاندان والوں کا دل پوری طرح پاک ہوا ہے یا نہیں۔

کیا صحابہ کرام حضور کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر خلافت کی فکر میں لگے رہے؟

سوال: صحابہ کرام اور خاص طور پر حضرت ابوبکر و عمرؓ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن و دفن میں شریک نہ ہوئے اور خلافت و بیعت کے مسئلے میں اچھے رہے۔ حضرت کے غسل اور کفن و دفن میں شریک ہونا کتنی بڑی سعادت تھی اور خود محبت رسول کا کیا تقاضا تھا؟

جواب :- یہ قصہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ بے گور و کفن پڑا تھا اور صحابہ کرام حضور کی تجہیز و تکفین کی فکر چھوڑ کر خلافت کی فکر میں پڑ گئے، درحقیقت بالکل ہی ایک بے سرو پا دہشتا ہے۔ اصل واقعات یہ ہیں کہ حضور کی وفات پیر کے روز شام کے قریب ہوئی۔ بخاری و مسلم میں حضور کے خادم خاص انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ”آخر یوم“ کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ یہ سناحہ عظیم عصر و مغرب کے درمیان پیش آیا تھا۔ فطری بات ہے کہ اس سے پوری جماعت اہل ایمان کے ہوش پر آگندہ ہو جانے چاہیے تھے، چنانچہ یہی ہوا۔ حضرت عمرؓ کو تو یہ یقین نہ آتا تھا کہ سرورِ عالم واقعی وفات پا گئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے اگر جب تقریر کی تو لوگوں کو پوری طرح یہ یقین ہوا کہ وہ ناگزیر بات جو پیش آنی تھی پیش آچکی ہے۔ اتنے میں رات آگئی۔ یہ ممکن اور مناسب نہ تھا کہ راتوں رات تجہیز و تکفین کر کے حضور کو دفن کر دیا جاتا، کیونکہ جنازے میں شرکت کی سعادت سے محروم رہ جانا ان ہزاروں مسلمانوں کو ناگوار ہوتا جو مدینہ طیبہ اور اس کی نواحی بستیوں میں رہتے تھے۔ لہذا ان کو شکایت ہوتی کہ آپ لوگوں نے ہمیں آخری دیدار اور نماز جنازہ کا موقع بھی

نہ دیا۔ اس لیے رات بہر حال گزارتی تھی۔ اس رات صحابہ کے مختلف گروہ اپنی اپنی جگہ جمع ہو کر سوچ رہے تھے کہ اب کیا ہو گا۔ ازواج مطہرات حضرت عائشہؓ کے ہاں گریہ و زاری میں مشغول تھیں جہاں حضورؐ نے وفات پائی تھی۔ حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ اور دوسرے قرابت داران رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کے گھر میں جمع تھے۔ مہاجرین کی ایک اچھی خاصی تعداد حضرت ابوبکرؓ کے پاس غمگین و متفکر بیٹھی تھی۔ انصار کے مختلف گروہ اپنے اپنے قبیلوں کی چوپالوں (سقیفہ کے اصل معنی چوپال ہی کے ہیں) میں اکٹھے ہو رہے تھے۔ اتنے میں کسی نے اگر خبر دی کہ بنی ساعدہ کی چوپال میں انصار کا ایک بڑا گروہ جمع ہے اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا مسئلہ چھڑ گیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، اور ابوعبیدہ بن الجراحؓ، جو حضورؐ کے بعد مسلمانوں کی جماعت میں بڑے (SENIOR) سمجھے اور مانے جاتے تھے، یہ خبر سن کر نکر مند ہوئے کہ ابھی سردارِ ملت کی آنکھ بند ہوئی ہے، ساری امت اس وقت بے سر ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی بڑا فتنہ ٹھہرا ہو جائے اور جماعت کا نظم از سر نو قائم ہونے سے پہلے ہی بد نظمی اپنے قدم چالے۔ اس لیے یہ تینوں حضرات فوراً برسرِ موقع پہنچ گئے اور راتوں رات انہوں نے حضورؐ کی جانشینی کے مسئلے کو، جو ایک فتنہ خیز صورت میں طے ہونا چاہتا تھا، اُس صحیح شکل میں سلجھا لیا جس کے صحیح ہونے پر تاریخ اپنی ہر تصدیق ثابت کر چکی ہے۔ یہ سارا واقعہ اُسی رات کا ہے جس کی شام کو حضورؐ کی وفات ہوئی تھی۔ رات کو بہر حال حضورؐ کی تجہیز و تکفین نہیں کرنی تھی جس کی مصلحت اور پر بیان کی جا چکی ہے۔ اسی رات میں خلافت کا مسئلہ طے کیا گیا۔ صبح سویرے مسجد نبوی میں حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا اعلان ہوا، مہاجرین و انصار سب نے اسے قبول کر کے جماعت کا نظام بحال کر دیا اور اس کے بعد بلا تاخیر حضورؐ کی تجہیز و تکفین کا کام شروع ہو گیا۔

یہ کہنا بالکل خلاف واقعہ ہے کہ صحابہ کرام اپنی خلافت کی فکر میں لگے رہے اور حضورؐ کی تجہیز و تکفین بس آپ کے اہل بیت نے کی۔ یہ تجہیز و تکفین کسی نے بھی پیر اور منگل کی درمیانی شب میں نہ کی تھی۔ اس کا آغاز منگل کی صبح کو اس وقت ہوا ہے جبکہ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ہو چکی تھی۔ اور یہ کام

حضرت عائشہؓ کے حجرے میں ہوا ہے جس کا ایک دروازہ اسی مسجد نبویؐ میں کھلتا تھا جہاں مدینہ طیبہ کے سارے صحابہ جمع تھے، جہاں گرد و نواح کے لوگ وفات کی خبر سن کر چلے آ رہے تھے، اور جہاں حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی تھی جن لوگوں کو کبھی مسجد نبویؐ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے اور جنہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ حجرہ عائشہؓ (جس میں سرکارِ مدنون ہیں) اور مسجد نبویؐ کا مکانی تعلق کیا ہے وہ یہ بات سن کر منہس دیں گے کہ صحابہ مسجد نبویؐ میں اپنی خلافت کی فکر میں لگے ہوئے تھے اور بے چارے اہل بیت حجرہ عائشہؓ میں حضورؐ کی تجہیز و تکفین کر رہے تھے غلط بات تصنیف کرنی بھی ہو تو اس کے لیے کم از کم کچھ سلیقہ تو چاہیے۔

یہ بات کہ حضورؐ کو غسل و کفن صرف آپ کے اہل بیت نے دیا، یہ بھی واقعہ کے خلاف ہے اس خدمت کو انجام دینے والے حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ، فضل بن عباسؓ، قثم بن عباسؓ، اُسامہ بن زید اور شتران (حضورؐ کے آزاد کردہ غلام) تھے، اور انہوں نے اس خیال سے حجرے کا دروازہ بند کر رکھا تھا کہ لوگوں کا ہجوم باہر زیارت کے لیے بے چین کھڑا تھا، اگر دروازہ کھلا رہنے دیا جاتا تو اندیشہ تھا کہ زیادہ لوگ اندر آجائیں گے اور کام کرنا مشکل ہو جائے گا۔ پھر بھی انصار نے جب شہد مچایا کہ ہمیں بھی تو اس سعادت میں حصہ لینا چاہیے تو ان میں سے ایک صاحب (اوس بن غریٰ) کو اندر بلا لیا گیا کفن پہنانے کے بعد سوال پیدا ہوا کہ حضورؐ کے لیے قبر کہاں تیار کی جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حدیث پیش کی کہ مَا قَبِضَ نَبِيٌّ إِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ (نبی کا انتقال جہاں ہوتا ہے وہیں اس کو دفن کیا جاتا ہے) اور اسی پر فیصلہ ہوا کہ حجرہ عائشہؓ ہی میں آپ کے لیے قبر تیار کی جائے۔ حضرت ابو طلحہؓ زید بن سہل انصاری نے قبر کھودی پھر لوگوں نے گروہ در گروہ اندر جا کر نماز جنازہ پڑھنی شروع کی اور رات تک مسلسل یہ سلسلہ چلتا رہا حتیٰ کہ منگل اور بدھ کی درمیانی رات کو نصف شب کے قریب دفن کی نوبت آئی معلوم نہیں کہ اس پوری مدت میں آخر وہ کونسا وقت تھا جب صرف حضورؐ کے اہل بیت بے یار و مددگار آپ کے جسدِ اطہر کو لیے بیٹھے رہے اور صحابہ کرام اپنی خلافت کی فکر میں مشغول رہے ؟